Scholar Insight Journal
https://scholarinsightjournal.com/
Volume.3, Issue.1 (March-2025)

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X

صدر اسلام میں تربیتی ادارے اور ان کی کارکردگی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں (تنقیدی جائزہ)

Educational institutions in Sadr-e-Islam and their performance in the light of Islamic teachings (Critical review)

Lubna Ameen Khan
Lecturer, of Islamic Studies,The University of Faisalabad,Faisalabad
Innoxentdoll022@gmail.com

Abstract:
The early Islamic period witnessed the emergence of training institutions such as *maktabs* and *madrasas*, which played a pivotal role in shaping the intellectual, moral, and social fabric of the Muslim community. Rooted in the teachings of the Quran and Sunnah, these institutions were more than centers of religious instruction; they were comprehensive learning environments that emphasized both spiritual and worldly knowledge. Education was inclusive and accessible, extending to men and women alike, as well as to individuals across different social classes, including slaves. This progressive approach laid the groundwork for a more equitable and enlightened society. The curriculum in these institutions encompassed a wide array of subjects, including theology, jurisprudence, science, mathematics, and philosophy. Teachers were often scholars of high moral standing, reinforcing not only academic but also ethical development in their students. These institutions encouraged critical thinking, intellectual debate, and the pursuit of knowledge as a form of worship, aligning with the Islamic view that seeking knowledge is a sacred duty. Their role extended beyond the academic sphere, fostering civic responsibility and social cohesion. This review critically evaluates the structure, inclusivity, and long-term impact of *maktabs* and *madrasas* in early Islamic society. It highlights their contribution to knowledge dissemination, moral education, and the development of a socially responsible Muslim identity. The enduring influence of these institutions is evident in the continued reverence for education in Muslim societies and their historical contributions to global intellectual traditions.

Keywords: Maktab, Madrasa, Early Islam, Education, Ethics, Social Impact

تمہید

صدر اسلام میں تعلیم وتربیت کا نظام ایک مکمل اور ہمہ گیر عمل تھا جو صرف فرد کی علمی ترقی کے لیے نہیں بلکہ اس کے اخلاقی، روحانی اور سماجی شعور کی بیداری کے لیے بھی تھا۔ اسلامی تعلیمات نے تعلیم کو انسان کی روحانی اور اخلاقی فلاح کا وسیلہ قرار دیا، اور اسے معاشرتی ترقی کے لیے لازمی سمجھا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی میں شروع ہونے والا یہ نظام نہ صرف دینی علم کا احاطہ کرتا تھا بلکہ دنیاوی علوم کی اہمیت بھی اسے حاصل تھی۔ اسلامی معاشرت میں تعلیم وتربیت کو محض فرد کی ذاتی ترقی کے طور پر نہیں دیکھا گیا، بلکہ یہ ایک اجتماعی ذمہ داری سمجھا گیا تھا۔ اس مقصد کے لیے مختلف تربیتی ادارے قائم کیے گئے، جن میں مکاتب اور مدارس شامل تھے۔ ان اداروں کا بنیادی مقصد افراد کی علمی واخلاقی تربیت تھا تاکہ وہ اسلامی معاشرت کے اصولوں کے مطابق اپنی زندگی گزار سکیں اور معاشرتی سطح پر انصاف، عدل اور حسن سلوک کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔

تعلیم وتربیت کا مفہوم:

قوموں کے عروج وزوال کی تاریخ میں اگر کسی ایک موثر ترین تاریخ سازی عامل کی تلاش کی جائے تو یہ بات بلاخوف تردید سے کہی جاسکتی ہے کہ اس میں سر فہرست تعلیم وتربیت آتی ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے زمین پر اپنا خلیفہ اور نمائندہ مقرر کرنے کے لیے سب سے پہلے جس چیز سے آراستہ کیا وہ تعلیم وتربیت تھا۔ تربیت ہی انسان کو شرف انسانیت بخشتا ہے۔ تربیت ہی نے انسان کو مسجود ملائکہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام انبیاء علیہم السلام کو جو کام سونپا اس میں تعلیم کتاب وحکمت اور تزکیہ نفس کو مرکزیت حاصل ہے۔

تعلیم اور تربیت کی اصطلاح اردو میں عام متعمل ہے۔ تعلیم تربیت کا ایک ذریعہ ہے۔ تعلیم کا معنی آگاہی ہے اور تربیت کا معنی اس پر عمل کرنا ہے جیسا علم ہو گا ویسے ہی انسان کے خیالات اور عقائد ہوں گے اور جیسے انسان کے خیالات ہوں گے ویسے ہی اس کے اعمال اور عادتیں ہوں گی اور جیسی عادتیں ہوں گی ویسی ہی شخصیت وجود میں آئے گی اسی وجہ سے تعلیم وتربیت لازم وملزوم اور ایک دوسرے کا جزولاینفک ہیں۔ تربیت سے مراد تعمیر سیرت وکردار ہے۔ شرعی اصطلاح میں اسے تزکیہ نفس بھی کہتے ہیں جس کا مطلب ہے پاکیزہ نفس ہے یعنی نفس امارہ کو نفس مطمئمہ بنا کر اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لیے تیار کرنا۔ اور یہی تربیت کا مقصد ہے۔

تعلیم کا مفہوم:

تعلیم باب تفعیل کا مصدر ہے۔ تعلیم کے لغوی معنی معلومات بہم پہنچانا، علم سے مستفید کرنا، تصور کے لیے نفس کا متوجہ ہونا، سکھانا علم ہو یا صنعت یا ہنر۔ (۱)

"بتانا، تلقین، ہدایت، تربیت، حقیقت شے کا ادراک، یقین ومعرفت وغیرہ۔" (۲)

علامہ راغب اصفہانی کے نزدیک:

" تعلیم کے معنی بار بار کثرت کے ساتھ خبر دینے کے ہیں۔ حتی کہ متعلم کے ذہن میں اس کا اثر پیدا ہو جائے۔" (۳)

تعلیم وہ اجتماعی عمل ہے جس کے ذریعے معاشرہ نوخیز نسلوں کو اسلامی دستورِ حیات سکھاتا ہے۔اسلامی عقائد اور اقدار ان کے اذہان میں راسخ کرتا ہے اور اسلامی افکار کی روشنی میں آداب زندگی اور اخلاق کی تربیت دیتا ہے۔

تربیت کا مفہوم:

تربیت عربی زبان کا لفظ ہے اس کا مادہ " رب " ہے۔ جس کے کئی معنی ہیں مثلاً علامہ راغب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک "اَلرَّبُّ" : کے اصل معنی تربیت کرنا، یعنی کسی چیز کو تدریجاً نشوونما دے کر حد کمال تک پہنچانا کے ہیں۔(۴)

"وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا" (۵)

ترجمہ: ان کے حق میں ہمیشہ دعا کرو کہ پروردگار! جس طرح انہوں نے مجھے صغر سنی میں پالا پوسا اور بڑا کیا تو اسی طرح تو بھی ان پر رحم کر۔

تربیت کسی چیز کو آہستہ آہستہ درجہ کمال تک پہنچانے کو کہتے ہیں۔ تربیت کرنا رب کی صفت بھی ہے، یوں رب کو تربیت کے معنی میں استعمال کر سکتے ہیں۔ تربیت دینا کسی چیز کو اس کی ازلی استعداد اور فطری صلاحیت کے مطابق آہستہ آہستہ مرتبہ کمال تک پہنچانا۔

جب تربیت کے لیے تزکیہ نفس کی اصطلاح استعمال ہو گی تو مطلب یہ ہو گا کہ نفس کو عقائد و اعمال اور اخلاق و کردار کی ساری کمزوریوں سے پاک کرنا اور ان کی جگہ ان خوبیوں کو پروان چڑھانا جو کہ شریعت مقدسہ کو مطلوب ہیں۔

تربیت کے عمل اور تعلیم میں ایک ایک جہت سے فرق ہے۔ تعلیم و تربیت کے ایک جزء کی طرح ہے۔ جبکہ تربیت تعلیم پر بھی مشتمل ہے تربیت اسلامیہ وہ محنت ہے جو یہ ہدف رکھتی ہے کہ تمام قوائے انسانی کو مختلف وسائل اور مشروع اسلوب سے مکمل اور باوزن نشوونما عطا کرے تاکہ انسان اپنے معاشرے کا ایک اچھا فرد بن سکے۔ یہ تربیت انسان کے تمام پہلوؤں، روح، عقل اور بدن سب کو شامل ہے۔

عہد نبوی ﷺ میں تربیتی ادارے

ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ کی تربیت گاہیں:

رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی اولین آیات میں تعلیم و تربیت کی اہمیت کا ذکر ہے جو ناخواندہ عربوں کے ماحول میں ایک نئی سی بات نظر آتی ہے ان سے مستقبل میں تربیت سے متعلق سرگرمیوں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ مکہ میں اسلام پر ابتلاء کا دور تھا۔ ضعفاء و مساکین افراد نے سب سے

پہلے دعوت اسلام پر لبیک کہا اور وہاں کے مشرکین امراء کے مظالم کا شکار ہوئے۔ابتداء میں اسلام کی تربیت اور تعلیم مخفی انداز میں دی جاتی تھی۔ رسول اللہ ایک صحابی حضرت ارقم کے گھر میں بیٹھ جاتے وہاں قدیم اور جدید مسلمان آپ ﷺ سے ملاقات کرتے۔ وہاں آپ ﷺ مسلمانوں کو قرآن کریم کی آیات سنانے کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت بھی کرتے تھے۔اس دور کے ایسے مقامات اور حلقات کو درس گاہ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے جہاں حالات کی نزاکت اور ضرورت کے مطابق کسی نہ کسی انداز میں قرآن کی تعلیم کے ساتھ تربیت کا تسلسل تھا۔

تربیت گاہِ کاشانہ خدیجہ بنت خویلد:

تربیتی درس گاہوں میں سب سے پہلی تربیت گاہ ام المومنین حضرت خدیجہ بنت خویلد کا گھر ہے۔ حضرت خدیجہ کو منفرد اعزاز حاصل ہے کہ مطلق طور پر سب لوگوں سے پہلے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائیں۔ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سب سے پہلے آپ ﷺ نے وحی الٰہی کی سماعت فرمائی اور آپ ﷺ ہی سے سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے قرآن کی تلاوت کا شرف حاصل کیا۔اسی طرح تربیت کا سلسلہ بھی آپ رضی اللہ عنہا سے شروع ہوا۔ رسول اللہ ﷺ سب نماز کی تعلیم سب سے پہلے آپ ہی نے حاصل کی اور آپ ہی کے مکان کو تربیت کا شرف بھی حاصل ہوا۔ سب سے پہلی وحی جو جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ تک پہنچائی اس کی تلاوت غارِ حرا کے بعد آپ علیہ السلام کے گھر میں کی گئی۔(۶)

احادیث سے ثابت ہے کہ نماز کی فرضیت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ کو وضو اور نماز کی تعلیم دی اور تربیت بھی کی (۷)۔

علامہ شبلی نعمانی نے ڈاکٹر عصمۃ الدین کے حوالے سے اس پہلے مرکز علم کی خصوصیات یہ لکھی ہیں:

1. غارِ حرا کے بعد آسمانی وحی کی پہلی تلاوت اس گھر میں ہوئی۔
2. قبول اسلام میں سب مردوں اور عورتوں پر سبقت لے جانے والی شخصیت آپ ﷺ کی محبوب بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اس گھر کی مکین تھیں۔
3. امامت صلاۃ اور تربیت کا تسلسل سب سے پہلے اسی گھر سے شروع ہوا۔
4. سب سے پہلے ایمان لانے والے تین افراد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ، حضرت علی رضی اللہ عنہ ، حضرت زید رضی اللہ عنہ اور آپ ﷺ کی فرماں بردار اور اطاعت گزار صاحبزادیاں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت زینب، حضرت ام کلثوم اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہم اسی گھر میں اقامت گزیں تھیں۔
5. نصرت دین کی ذمہ داری سب سے پہلے اس گھرانے نے قبول کی۔ گھر کا کوئی فرد وہ چھوٹا تھا یا بڑا دعوت دین کی حمایت سے پیچھے نہیں رہا۔ (۸)

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X

غارِ حرا کے بعد آسمانی وحی کی پہلی تلاوت حضرت خدیجہ کے گھر ہوئی اور اقامت صلاۃ سب سے پہلے اسی گھر میں ہوئی اس کا مقصد یہ تھا کہ سب سے پہلے اسلام لانے والے صحابہ اور صحابیات کی اقامت صلاۃ کے ذریعے تربیت کی جاسکے۔ حضرت خدیجہ کے گھر سے ہی تربیت شروع ہوئی وضو اور نماز کی تعلیم کے ذریعے اسلام قبول کرنے والے افراد کی تربیت آپ ﷺ کرتے تھے۔

تربیت گاہ مسجد ابو بکر صدیق:

تربیتی درس گاہوں میں دوسری تربیت گاہ حضرت ابو بکر صدیق کی مسجد ہے جس میں وہ نماز اور قرآن کریم پڑھتے تھے۔ جیسا کہ محمد حسین ہیکل کا قول ہے:

> "ابو بکر نے اپنے مکان کے باہر صحن میں ایک مسجد بنائی اور اس میں نماز اور قرآن پڑھتے تھے۔ مشرکین مکہ کی عورتیں اور بچے تلاوت کی آواز سن کر ان کے گرد جمع ہو جاتے اور بڑے غور سے اور توجہ سے قرآن سنتے تھے۔" (۹)

ان کا مقصد قرأت بالجہر سے یہ تھا کہ گھر والے اور ارد گرد کے لوگ قرآن حکیم سنیں اور اس سے متاثر ہو کر ان کے قریب آئیں اور چونکہ وہ لوگ اہل زبان تھے تو اس طرح آپ نے قرآن کے ذریعے گھر والوں اور ارد گرد کے دوسرے لوگوں کی حکمت عملی سے تربیت کی۔

محمد حسین ہیکل متوفی (۱۳۷۶ھ) لکھتے ہیں:

> "هو اول مسجد بنی فی الاسلام فی مكة" (۱۰)

> ترجمہ: صدر اسلام میں یہ پہلی مسجد (مسجد بیت) تھی جو مکہ مکرمہ میں بنائی گئی۔

اس کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق علم انساب اور علم تاریخ کے جید عالم، بڑے مہمان نواز اور نرم طبیعت کے مالک تھے۔ جب آپ اسلام کی دعوت کے لیے متحرک ہوئے تو ایک جماعت نے آپ کی دعوت فوراً قبول کر لی۔ ان لوگوں میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر بن عوام اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ شامل تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق کی محنت کا ثمر ہی پانچ جوان تھے۔(۱۱)

آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مہمان نوازی، نرم طبیعت اور اپنے کمالات کے ذریعے متاثر کر کے اسلام کی دعوت دی۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے علم کے ذریعے سے ان کی تربیت کی۔

تربیت گاہ مسجد عمار بن یاسر:

حضرت عمار بن یاسر رسول اللہ کے ہم عمر اور دوست تھے۔ آپ ﷺ نے ان کا نام طیب اور مطیب رکھا تھا۔ حضرت علی بن ابی طالب بتاتے ہیں کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ آئے اور رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

> " اسے اجازت دے دو طیب مطیب کا آنا مبارک ہو۔"(۱۲)

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X

جب ان کے خاندان نے اسلام قبول کیا تو مشرکین مکہ نے انہیں دردناک اذیتیں پہنچائیں۔ حضرت عمار نے اپنے گھر میں ایک مسجد بنائی تھی جس میں نماز پڑھا کرتے تھے اور دین مبین کا پرچار کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ قاسم بن عبدالرحمن کی روایت میں ہے:

" أول من بنى مسجدا فصلى فيه عمار بن ياسر"(۱۳)

ترجمہ: سب سے پہلے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے مسجد بنائی اور پھر اس میں نماز پڑھی۔

جب مشرکین مکہ کے مظالم بڑھے تو رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی۔

" ياناركونى بردا وسلاما على عمار كما كنت بردا وسلاما على ابراہيم"(۱۴)

ترجمہ: اے آگ! عمار کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا جیسے تو ابراہیم کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو گئی تھی۔

اسلام قبول کرنے کے بعد مشرکین نے آپ رضی اللہ عنہ کو تکالیف دیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں ہی ایک مسجد بنائی جو مسجد عمار بن یاسر کے نام سے مشہور ہوئی آپ رضی اللہ عنہ اس مسجد میں اپنے گھر والوں کو نماز پڑھتے اور ان کی تربیت کرتے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے تربیت کا سلسلہ اپنے گھر والوں سے ہی شروع کیا تھا اور گھر میں جو مسجد بنائی تھی وہاں بیٹھ کر تربیت کا فریضہ سرانجام دیا۔ مسجد ابو بکر اور مسجد عمار یہ دونوں مساجد بیت ہیں یعنی نماز کے لیے گھر میں اگر جگہ مخصوص کر لی جائے تو وہ مسجد بیت ہوتی ہے۔

تربیت گاہ دار ارقم بن ابی ارقم:

اسلام قبول کرنے والوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے حضرت خدیجہ کا گھر تنگ پڑ گیا تو نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر انتخاب دار ارقم بن ابی ارقم پر پڑی۔(۱۵)

اسلام کی بڑھتی ہوئی تعداد کو دیکھتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دار ارقم کو اعلیٰ قیادت کا مرکز بنا لیا۔

امام ابوالولید ازرقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب " اخبار مکہ " میں لکھتے ہیں:

" يجتمع هو واصحابه عندالارقم بن ابى الارقم ويقرء هم القرآن ويعلمهم فيه"(۱۶)

ترجمہ: رسول اللہ اور صحابہ کرام دار ارقم بن ابی ارقم میں جمع ہوتے تھے اور آپ ﷺ ان لوگوں کو قرآن پڑھاتے اور دین کی تعلیم دیتے تھے۔

اس کا مقصد یہ تھا کہ اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا اور حضرت خدیجہ کا گھر تنگ پڑ گیا جس کی وجہ سے دار ارقم بن ابی ارقم کے گھر میں ایک درس گاہ قائم کی گئی تاکہ صحابہ کرام کی قرآن کے ذریعے سے تربیت کی جائے۔

مکہ مکرمہ کی دیگر تربیت گاہیں:

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ابتدائے نبوت سے تین سال تک مکہ میں پوشیدہ طور پر رہے چوتھے سال آپ ﷺ نے اعلانیہ تبلیغ اور تربیت شروع کردی۔(۱۷)

رسول اللہ نے دس سالوں تک لوگوں کی اس طرح تربیت کی کہ کفار ومشرکین کے جلسوں، بازاروں، موسمی میلوں میں، لوگوں کی قیام گاہوں پر اور مناسک حج کے موقع ومقامات میں تشریف لے جاتے اوران لوگوں کو قرآن سناتے اوران کی تربیت کرتے۔

مکہ مکرمہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دو دو چار چار جمع ہو کر قرآن پڑھتے پڑھاتے اور لوگوں کی تربیت کرتے تھے، خاص طور سے حضرت عمر بن خطاب کے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں نے جرأت وہمت سے کام لیا اور کھل کر جگہ جگہ درس گاہیں بنائی جس میں قرآن پڑھانے، سنانے اور تربیت کا مشغلہ جاری کیا۔ شعب ابی طالب میں حصار کے تقریباً تین سالہ دور میں رسول اللہ ﷺ نے تربیت کا تسلسل جاری رکھا قرآن پڑھتے اور پڑھاتے تھے۔ یہاں خاندان ابو طالب کے علاوہ دوسرے حضرات کی موجودگی کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ یہ لوگ بھی تعلیم وتربیت میں مصروف رہے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے مشکل سے مشکل حل میں بھی تربیت کا تسلسل جاری رکھا ان کے ساتھ باقی حضرات نے بھی تربیت کے تسلسل کو جاری رکھنے میں بھرپور ساتھ دیا۔

سفر ہجرت کے بعد کے مراکز تعلیم وتربیت:

جب رسول اللہ ﷺ کفار مکہ کے ظلم وستم سے تنگ آگئے تو اللہ تعالی کے حکم سے ہجرت کا ارادہ کیا۔ آپ ﷺ نے مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی تو اس کے بعد تربیت کی مزید درس گاہیں بنائی گئی وہ درس گاہیں درج ذیل ہیں:

تربیت گاہِ مسجد بنی زریق:

اس درس گاہ کے معلم حضرت رافع بن مالک زرقی رضی اللہ عنہ قبیلہ خزرج کی شاخ بنی زریق سے ہیں۔ بیعت عقبہ اولی کے موقع پر مسلمان ہوئے اور دس سال کی مدت میں جس قدر قرآن نازل ہوا تھا حضور ﷺ نے ان کو سکھایا جس میں سورۃ یوسف بھی شامل تھی انہوں نے اپنے قبیلے کے لوگوں کو آبادی میں ایک چبوترہ پر قرآن کی تعلیم وتربیت دینی شروع کی۔ بعد میں اسی چبوترہ پر مسجد بنی زریق کی تعمیر ہوئی۔ اس درس گاہ کے استاد اور اکثر شاگرد قبیلہ خزرج کی شاخ بنی زریق کے مسلمان تھے۔(۱۸)

ابتداء میں یہ ایک چبوترہ تھا جس میں بنی زریق کے مسلمانوں کی تربیت کی جاتی بعد میں اسی چبوترے میں مسجد بنادی گئی جو مسجد بنی زریق کے نام سے مشہور ہوئی اس درس گاہ کے معلم حضرت رفاعہ بن مالک زرقی رضی اللہ عنہ تھے جو اس مسجد میں لوگوں کو قرآن پڑھانے کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت کی ذمہ داری بھی انجام دے رہے تھے۔ طبقات ابن سعد میں ہے:

" اول مسجد قرئ فیہ القرآن بالمدینۃ مسجد بنی زریق "(۱۹)

ترجمہ: مدینہ کی پہلہ مسجد جس میں قرآن پڑھا گیا مسجد بنی زریق تھی۔

یہ مدینہ کی پہلی مسجد تھی جس میں پڑھنے والے شاگردوں کی تعلیم قرآن کے ساتھ تربیت پر بھی زور دیا گیا۔ گویا یہ بھی ایک جامعہ تھا جو دور نبوی میں آپ کی اجازت سے قائم کیا گیا۔

تربیت گاہ مسجد قباء:

اسلام جیسے مذہب کے لیے عبادت کی ایک وسیع بنیادی جگہ ہونی چاہیے جو معاشرتی انفرادیت کو مد نظر رکھ کر بنائی گئی ہو۔ پہلے پہل ہجرت کر کے آنے والوں میں سے جو قباء میں قیام پذیر ہوئے انہوں نے ایک مسجد بنائی جس میں وہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے سال بھر نمازیں پڑھتے رہے ۔

"جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت فرمائی تو آپ ﷺ نے قباء میں قیام فرمایا اور مسجد قبا کی بنیاد رکھی اور اس مسجد میں نماز ادا کی گئی۔ یہی مسجد تقویٰ کہلاتی ہے۔"(۲۰)

اس تربیت گاہ کا مقصد یہ تھا کہ اس تربیت گاہ میں قیام پذیر مسلمانوں کی باطنی تربیت کی جائے باطنی تربیت کی ذمہ داری مسجد قباء کے امام حضرت سالم مولیٰ ابو حذیفہ کے سپرد تھی۔ اور یہ اس دور کا سب سے پہلا تعلیمی ادارہ تھا جو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا اور آج تک وہ فیض رساں ہیں۔

تربیت گاہِ نقیع الخضمات:

حضرت ابو امامہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ پہلے شخص تھے جنہوں نے مدینہ میں بنی بیضاء کے پتھریلے مقام کی نشیبی زمین میں جس کا نام چشمہ خضمات تھا، جمعہ کی نماز پڑھائی تھی۔ اس روز وہاں چالیس آدمی تھے۔(۲۱)

حضرت ابو امامہ اسعد بن زرارہ نے چشمہ خضمات کے مقام پر نماز کے زریعے سے وہاں موجود لوگوں کی تربیت کی۔

حضرت براء بن عاذب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

" اول من قدم علینا مصعب بن عمیر و ابن ام کلثوم وکانوایقرؤن الناس"(۲۲)

ترجمہ: ہمارے یہاں سب سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت ابن ام مکتوب رضی اللہ عنہ آئے اور یہ حضرات لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے۔"

یعنی ان لوگوں کو نماز کی طرف متوجہ کرنا اور ان لوگوں کو قرآن کی تعلیم دینے کا مقصد یہ تھا کہ ان کی تربیت کی جا سکے۔

ابن ہشام کی روایت ہے:

" فلما انصرف عنہ القوم وبعث رسول اللہ معھم مصعب بن عمیر بن ھاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی وامرہ ان یقرئھم القرآن ویعلمھم الاسلام ویفقھم فی الدین

فکان یُسمیٰ المقری بالمدینۃ مصعب وکان منزلۃ علی السعد بن زرارۃ عداس ابی امامۃ "(۲۳)

ترجمہ: جب یہ لوگ (انصار بیعت کر کے) رخصت ہوئے تو حضور ﷺ نے مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی کو ان کے ساتھ کیا تاکہ ان کو قرآن شریف پڑھائیں اور احکام اسلام کی تعلیم دے اور ان میں دین کی بصیرت اور صحیح سمجھ بوجھ پیدا کریں۔ چنانچہ مدینہ میں مصعب مقری بالمدینہ (معلم مدینہ) کہلاتے تھے اور ابو امام اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے۔

اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ قرآن پاک، احکام اسلام اور دین کے متعلق تمام معلومات میں اس طرح تربیت کرے کہ ان میں غور و فکر اور سمجھ بوجھ کی صلاحیت بیان ہو جائے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ تینوں حضرات تربیت گاہ نقیع الخضمات میں تربیت دین میں ایک دوسرے کے شریک تھے۔

درس گاہ صفہ اور مسجد نبوی ﷺ:

مدینہ منورہ کے مسلمانوں کا معاملہ اس کے بالکل برعکس تھا۔ یہاں سب سے پہلے اعیان واشرف اور سرداران قبائل نے برضا و رغبت اسلام قبول کر کے اس کی ہر طرح مدد کی۔ خاص طور پر قرآن کی تعلیم کا متعدد مقامات پر معقول انتظام کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" مایفتح من مصر اومدینۃ عنوۃ فان المدینۃ فتحت بالقرآن "(۲۴)

" کچھ ملک اور شہر زور اور زبردستی سے فتح ہوئے اور مدینہ قرآن کریم کے ذریعے فتح ہوا۔"

یعنی کہ کچھ ملک اور شہروں میں جا کر ان کو راغب کر کے ان کو تربیت دی گئی جبکہ مدینہ والوں نے قرآن کے ذریعے سے خود تربیت حاصل کی۔

درس گاہِ صفہ کا قیام:

ہجرت عامہ سے دو سال پہلے ہی مدینہ منورہ میں مسجد بنی زریق، بیت العزاب اور نقیع الخضمات اور دیگر مساجد و مقامات میں قرآن، تفقہ فی الدین اور شرائع اسلام کی تعلیم ہو رہی تھی اور ان میں تعلیمی خدمات انجام دینے والے حضرات کے لیے معلم اور مقری کا لقب مشہور ہو گیا تھا اور ان کے فضلاء اور فارغین کی اچھی خاصی تعداد ہو گئی تھی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری پر مسجد نبوی میں مرکزی درس گاہ کا اجراء ہوا۔ معلم انسانیت کی حیثیت سے قرآنی نصاب تعلیم کے مطابق ایک مثالی تربیت گاہ کو قائم کرنا اور اسے کامیابی سے چلانا بھی رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری تھی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں ایک کھلی، اقامتی تربیت گاہ قائم کی۔ جس کی حیرت انگیز کامیابی اس کے مثالی ہونے کا زندہ جاوید ثبوت ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں:

" آپ ﷺ نے ہجرت کے فوراً بعد سب سے پہلا جو کام کیا وہ مسجد کی تعمیر تھی جس کے ایک حصے میں آپ ﷺ نے صحابہ کی ایک جماعت کے لیے تدریس کا انتظام کیا۔ یہ جگہ صفہ کے نام سے معروف ہے جو رات کے وقت اقامت گاہ بن جاتی اور دن کے وقت ایک لیکچر ہال جہاں ہر کوئی بیٹھنے اور حصول علم کے لیے آزاد تھا۔" (۲۵)

لیکچر ہال میں دنیوی اور دینی علوم کے موضوعات پر درس دیئے جاتے تھے اور وہاں بیٹھے لوگوں کی ان موضوعات کے ذریعے سے تربیت کی جاتی تھی ۔آپ ﷺ کی مدت حیات کے اندر ہی ایک تربیتی ادارے کی داغ بیل پڑ گئی۔ جس کی بنیاد پر آئندہ سالوں میں دیگر شہروں میں بڑی بڑی جامعات قائم ہوئیں۔ بغداد، قاہرہ اور قرطبہ کی یونیورسٹیاں قائم ہوئیں۔ یہاں معلمین اسلام بنفس نفیس، صفائے قلب اور پاکیزگی روح پیدا کرنے کے لیے تعلیم دیتے تھے۔درس گاہ صفہ کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اس میں بچے اور پیر و جواں، نیز عورتوں کی تعلیم و تربیت کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔

عہد صحابہ کی تربیت گاہیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کے صحابہ نے منصب تعلیم و تربیت سکھانے اور دین اسلام کے مطابق امت کی تربیت کا باقاعدہ مدارس کے ذریعے اہتمام فرمایا اور ان کا یہ نظریہ تھا کہ تبلیغ دین کا فریضہ ہے۔

امام بخاری نے "الجامع الصحیح" میں حضرت ربیعہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

" لا ينبغي لاحد عنده شيى من العلم ان يضيع نفسه "(٢٦)

ترجمہ: جس کے پاس کچھ علم ہو اسے یہ جائز نہیں کہ (دوسرے کام میں لگ کر علم کو چھوڑ دے اور) اپنے آپ کا ضائع کر دے۔"

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان جتنا بھی سیکھ لے تربیت کے حوالے سے اسے چاہیے کہ وہ اپنے سیکھے ہوئے علم کے ذریعے سے دوسرے لوگوں کی تربیت کرے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

" ہمارے نزدیک علم دین کا ایک باب جس کو آدمی دوسرے کو سکھاتا ہے اس پر عمل کرے یا نہ کرے، ایک سو رکعت نفل نماز سے بہتر ہے۔" (۲۷)

رسول اللہ کے بعد تربیت گاہوں کے فضلاء و فارغین حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کتاب و سنت، فقہ و فتویٰ اور دینی علوم کے معلم و ترجمان تھے جن کے بارے میں کہا گیا:

"كان اصحاب محمد ﷺ أبر هذه الأمة قلوبا، اعمقهاعلما و أقلهاتكلفا، وأحسنها خلقا وأصدقهاايمانا اولئک قوم اختر هم الله لصحبة نبيته و تبليغ دينه"(٢٨)

ترجمہ: رسول اللہ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس امت میں سب سے زیادہ پاکیزہ دل، علم میں سب سے زیادہ گہرے، تکلف میں سب سے کم، اخلاق میں سب سے بہتر، ایمان میں سب سے سچے تھے ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی تبلیغ کے لیے منتخب کیا تھا۔

وصال نبوی کے بعد خلافت راشدہ میں فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا تو نئے نئے مفتوحہ علاقوں میں اصحاب صفہ نے اقامت اختیار کی اور امارت قضاء، تعلیم، جہاد وغیرہ میں نکل کر دینی علوم واحکام کی تعلیم و تربیت کی خدمت انجام دی۔ امام ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب " الجرح والتعدیل" کے مقدمے میں لکھا ہے:

" حضرت صحابہ رضی اللہ عنہم عالم اسلام کے اطراف و نواحی، بلاد وامصار، سرحدوں میں اور فتوحات امارات، قضاء اور تبلیغ احکام کے سلسلہ میں پھیل گئے اور ان میں سے ہر ایک نے رسول ﷺ اللہ سے جو کچھ سنا دیکھا اور یاد کیا تھا سب کو عام کیا اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا، رسول اللہ کی سنت کے موافق ہر معاملہ میں عمل کیا اور ان سے کئے گئے سوال میں وہی فتویٰ دیا جو اس جیسے سوال میں رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا تھا۔ لوگوں کو فرائض، احکام، سنن، حلال و حرام کی تعلیم کے لیے حسن نیت اور تقرب خداوندی کے جذبہ کے ساتھ اپنے آپ کو وقف کر دیا اور اسی میں زندگی بسر کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اٹھایا۔" (۲۹)

یعنی صحابہ کرام رسول اللہ کے وصال کے بعد مختلف علاقوں میں پھیل گئے اور انہوں نے رسول اللہ سے جو تربیت حاصل کی تھی اس کو سب کے لیے حدیث کے ذریعے عام کر دیا رسول اللہ سے فرائض، احکام اور سنن کی جو تربیت حاصل کی اسے دوسرے لوگوں تک پہنچایا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جگہ جگہ مراکز علم معرضِ وجود میں آگئے اور دین کا فروغ ہوتا چلا گیا۔ قاضی اطہر مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

" مدینہ منورہ مکرمہ، کوفہ، بصرہ، دمشق، حمص، مصر اور عالم اسلام کے بڑے بڑے شہروں میں قرآن کی قرأت وحفظ، تفسیر، حدیث کی روایت اور تفقہ فی الدین کی تعلیم کے لیے جوامع ومساجد میں مستقل حلقات اور مجالس کا انتظام ہوتا تھا جہاں علمائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تعلیم وافتاء کی خدمت انجام دیتے تھے۔ اس کے علاوہ حسب ضرورت وموقع تربیت کا سلسلہ جاری رہتا تھا اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔" (۳۰)

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے مختلف ممالک میں جا کر مساجد بناتے اور وہاں پر تربیتی مجالس کرواتے تھے اور قرآن کی قرأت وحفظ، تفسیر اور حدیث کی روایت کے ذریعہ سے تربیت کرتے تھے اور اس کے علاوہ حسب ضرورت جہاں موقع ملتا تربیت کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ عہد صحابہ میں جگہ جگہ تربیتی حلقے قائم ہوئے تھے جن میں مقامی اور بیرونی طلباء کی کثرت ہوتی تھی۔ عہد صحابہ میں بنائی گئی تربیت گاہوں کا تعارف درج ذیل ہے:

تربیت گاہ ابوہریرہ دوسی رضی اللہ عنہ:

عہد صحابہ کے تربیتی اداروں میں سے سب سے پہلی درس گاہ حضرت ابوہریرہ دوسی کی تھی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا حلقہ درس مسجد نبوی میں منبر کے پاس حجرہ شریفہ کے قریب منعقد ہوتا تھا۔ ضمضم بن جوس رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے:

"میں رسول اللہ کی مسجد میں گیا ایک شیخ نظر آئے جو سر کے بالوں کو گوندھے ہوئے تھے اور ان کے دانت خوب چمکدار تھے میں نے کہا آپ رضی اللہ عنہ کون ہیں آپ رضی اللہ عنہ پر اللہ رحمت کرے انہوں نے فرمایا کہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہوں۔"(۳۱)

ان کا معمول تھا کہ ان الفاظ سے نہایت والہانہ انداز میں درس حدیث کی ابتداء کرتے تھے۔

" حدثنی خلیلی ابو القاسم نبی اللہ "(۳۲)

ترجمہ: میرے خلیل اللہ کے نبی ابوالقاسم نے مجھے بتایا۔

یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے وقت رسول اللہ ﷺ کے لیے الفاظ کا چناؤ اس قدر دلکش انداز میں کرتے کہ ہر کوئی ان کی طرف متوجہ ہو جاتا کبھی ان کے لیے میرے خلیل کا الفاظ استعمال کرتے اور کبھی رسول اللہ ﷺ کے حجرہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے حدیث بیان کرتے اور لوگوں ان کی طرف متوجہ ہو جاتے جس سے ان لوگوں کی تربیت کرنے میں آسانی ہو جاتی تھی۔ اور اس سے ان کے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ والہانہ محبت کا اظہار بھی ہوتا جس کا ایک مقصد ان کے دلوں میں محبت کا چراغ روشن کرنا ہوتا۔

ایک مرتبہ اہل علم نے حضرت معاویہ کے ایک خیمہ میں جمع ہو کر حضرت ابو یریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث سننے کا اہتمام کیا اور جب وہ لوگ آ گئے تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے صبح تک حدیث بیان کی۔ حضرت معاویہ کا بیان ہے:

" فقال فیهم ابو هريره رضى الله عنه يحدثهم عن رسول الله ﷺ حتى أصبح"(۳۳)

ترجمہ: جب حضرت ابوہریرہ سے رسول اللہ کی حدیث بیان کرنے کے لئے کہا گیا تو انہوں نے صبح تک حدیث بیان کی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مجلس درس کی خصوصیت یہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ ان کی قوت حافظہ اور روایت حدیث کی تصدیق و توثیق کرتے تھے۔ محمد بن عمارہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے:

" ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں دس سے زائد مشائخ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رہا کرتے تھے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کوئی حدیث بیان کرتے اور ان ہی حضرات میں سے کسی کو اس کے بارے میں شک و شبہ ہوتا تو سب حضرات آپس میں مراجعہ ومباحثہ کر کے اس کو مطمئن کر دیتے تھے۔ اس طرح کئی بار ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی اور ان حضرات نے اس کی تصدیق وتائید کی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث رسول کے سب سے بڑے عالم ہیں۔"(۳۴)

یعنی سب سے زیادہ احادیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہیں رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ احادیث آپ رضی اللہ عنہ نے ہی سنی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا قوت حافظہ بہت تیز تھا اس لیے آپ رضی اللہ عنہ حدیث رسول کے سب سے بڑے عالم ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حدیث رسول ﷺ کے ذریعہ لوگوں کی تربیت کی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نہ صرف حدیث رسول کے ذریعہ لوگوں کی تربیت کی بلکہ قرآن، دعائیں اور واقعات کے ذریعہ سے بھی لوگوں کی تربیت فرمائی۔

تربیت گاہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ:

دوسری تربیت گاہ ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ کی تھی ان کی تربیت گاہ بھی تعلیم و تربیت کا مرکز تھی انہوں نے تربیت کے فریضہ کو سرانجام دینے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ ان کا تربیتی حلقہ بھی مسجد نبوی میں منعقد ہوتا تھا۔ بعض اوقات ان کے مکان پر یا دوسری جگہ بھی ہوتا تھا جس میں رسول اللہ ﷺ کی وصیت کے مطابق نہایت والہانہ انداز میں طلباء کا استقبال کرتے تھے اور ان کی تربیت کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کی وصیت یہ تھی کہ:

" عنقریب تمہارے پاس قومیں تربیت طلب کرنے کے لیے آئیں گی، پس تم جب انہیں دیکھو تو ان سے کہو:

" مرحباً مرحباً ! بوصية رسول اللهﷺ واقنوهم"(۳۵)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کی وصیت کے مطابق خوش آمدید! اور انہیں تربیت دو۔

(ہم رسول اللہ ﷺ کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے تمہیں خوش آمدید کہتے ہیں)۔"

رسول اللہ ﷺ یہ چاہتے تھے کہ کوئی بھی تربیت سے محروم نہ رہ جائے اس لیے انہوں نے اپنے وصال سے پہلے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ وصیت کی کہ کوئی بھی طالب علم تربیت حاصل کرنے کے لیے آئے تو اسے خوش آمدید کہو اور اس کی تربیت کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھو۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ مجلس میں نوجوان طلباء کے سوالات کے جوابات دینے کے بعد اس قدر زیادہ احادیث بیان کیں کہ وہ سب گھبرا گئے۔(۳٦)

حضرت ابوسعید خدری نہ صرف حدیث رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ تربیت کرتے بلکہ طلباء کے سوالات کے جوابات کے ذریعہ سے بھی تربیت کرتے تھے اور ان کے سوالات کے جوابات حدیث رسول اللہ ﷺ سے دیتے تھے۔

تربیت گاہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ:

ایک تربیت گاہ عبداللہ ابن مسعود کی تھی۔ اس تربیت گاہ میں فقہی اور قرآنی تعلیم دی جاتی اور اس کے ساتھ ساتھ دینی علوم کے ذریعہ سے بھی تربیت کا اہتمام کیا جاتا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود کا قول ہے:

"نعم المجلس مجلس تنشر فیہ الحکمۃ و ترجیٰ فیہ الرحمۃ"(۳۷)

ترجمہ: بہترین مجلس وہ ہے جس میں دین کی حکمت و دانش عام کی جائے اور اس میں رحمت کی امید کی جائے۔"

حضرت عبداللہ ابن مسعود کے نزدیک مجلس کی بہترین فروغ علم اور اس کے حقائق عملی تربیت سے ہے اس لیے آپ نے بھی اس کا اہتمام کیا اور اپنا ایک طریق تعلیم اپنایا جسے انگریزی میں "gnihcaet fo dohtem کہتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کوفہ کے وقت سے اہل کوفہ کی فقہی اور قرآنی تعلیم و تربیت کی جانب توجہ فرمائی اور ان کو دینی رنگ میں رنگ دینے کا کام شروع کیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے آخر تک ان اہم کاموں پر اپنی توجہات کو مرکوز رکھا اور یہ خدمت انجام دیتے رہے حتیٰ کہ کوفہ مفسرین، محدثین، فقہاء اور قراء سے بھر گیا۔ چنانچہ سیدنا علی علیہ السلام جب کوفہ منتقل ہوئے اور کوفہ میں فقہاء اور علماء کی کثرت اور ابن مسعود کے علمی کارناموں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تو مسرت و حیرت کا اظہار کئے بغیر نہ رہے اور فرمایا:

"اللہ تعالیٰ ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے انہوں نے اس قریہ کو علم سے بھر دیا۔(مالامال کر دیا)۔" (۳۸)

ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

"اللہ تعالیٰ ابن مسعود کی قبر کو نور سے بھر دے اس نے کوفہ کو عمل سے بھر دیا۔"(۳۹)

انہوں نے کوفہ شہر میں تربیت گاہ جب قائم کی وہاں پڑھنے والے طلباء کی اس طرح تربیت کی کہ وہ کوفہ کے مفسرین، محدثین، فقہاء بن کر نکلے اس درس گاہ سے حضرت عبداللہ ابن مسعود نے کوفہ شہر کو تربیتی مرکز بنادیا تھا یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جو خود باب مدینۃ العلم نے ان کی عملی و تدریسی خدمات کو نہ صرف یہ کہ تسلیم کیا بلکہ ان کو خراج تحسین پیش کیا اور ان کے حق میں دعاء رحمت فرمائی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ ابن مسعود پر رحم فرمائے اور ان کی قبر کو نور سے روشن فرمائے کہ جنہوں نے کوفہ شہر کو تربیتی مرکز بنادیا۔

چنانچہ کوفہ اپنے تعلیم و تربیت کی بناء پر اس قدر مشہور ہوا کہ سارے عالم اسلام میں اس کا چرچا ہونے لگا۔ قرآن و سنت کے علوم اور کوفہ لازم و ملزوم ہو گئے حرمین کے بعد جتنے فقہاء، محدثین، مفسرین اور قراء کوفہ میں تھے اس کی نظیر کسی دوسرے اسلامی شہر میں نہ تھی اس کا فخر صرف کوفہ کو حاصل تھا

تربیت گاہ جابر بن عبداللہ انصاری:

تربیتی درس گاہ سے ایک تربیت گاہ جابر بن عبداللہ انصاری کی تھی ان کی درس گاہ کی خاص بات یہ تھی کہ ان کی مجلس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین شریک ہوتے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا حلقہ درس مسجد نبوی میں قائم تھا جس میں صحابہ کرام اور تابعین شریک ہوتے تھے۔

ہشام بن عروہ کا بیان ہے:

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X

” كان لجابر بن عبدالله حلقة فی المسجد یعنی النبوی یؤخذ عنہ العلم “(۴۰)

ترجمہ: جابر بن عبداللہ کا حلقہ مسجد نبوی میں قائم ہوتا تھا جس میں ان سے علم دین حاصل کیا جاتا تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا حلقہ مسجد نبوی میں قائم تھا ان کے حلقہ میں صحابہ کرام اور تابعین کی ایک بڑی جماعت شریک ہوتی تھی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ چونکہ علم دین پر عبور رکھتے تھے اس لیے صحابہ کرام اور تابعین ان سے درس لینے آتے اور ان سے علم دین کی تربیت حاصل کرتے۔ ان کے شاگردوں میں سعد بن مسیب، ابو سلمہ، حسن بصری، عطا بن ابی رباح، عمرو بن دینار، عاصم بن عمر بن قتادہ، ابو سفیان، طلحہ بن نافع قرشی، قتادہ بن دعامہ، سلیمان بن قیس یشکری، شعبی، ابوالزبیر اور عبدالرحمن بن سابط جمحی وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی شاگرد ہیں جنہوں نے آپ سے مختلف امور دینیہ میں تربیت لی۔

تربیت گاہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ:

تربیتی درس گاہ میں سے ایک تربیت گاہ عبداللہ بن عمر کی تھی یہ بھی مسجد نبوی ﷺ میں قائم تھی اس درس گاہ میں احادیث کی روایت ہوتی اور احکام دینیہ کے مطابق تربیت کی جاتی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مجالس مسجد نبوی میں صبح کو چاشت تک مستقل طور پر منعقد ہوتی تھی جس میں قبلہ رو ہو کر حدیث بیان کرتے تھے۔ ان کے غلام و ترجمان حضرت نافع رحمہ اللہ علیہ کا بیان ہے:

” انہ کان یجلس فی مسجد رسول اللہ حین یر تفح الضحیٰ ولا یصلی ثم ینطلق الی السوق فیقضی حوائجہ ثم یجی ء الی أھلہ فیبد أبا لمسجد فیصلی رکعتین ثم یدخل بیتہ“(۴۱)

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں چاشت کے وقت بیٹھتے تھے اس وقت نماز چاشت نہیں پڑھتے (بلکہ درس دیتے تھے) پھر اٹھ کر بازار جاتے اور اپنی ضروریات پوری کر کے واپسی پر مسجد نبوی میں آکر دو رکعت نماز پڑھتے، اس کے بعد اپنے مکان میں داخل ہوتے تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی درس گاہ میں چاشت کے وقت بیٹھتے تھے اور طلباء کو درس دے کر ان کی تربیت کرتے تھے اس کے بعد وہ اپنی ضروریات بازار سے پوری کر کے اپنے مکان میں چلے جاتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ صرف مسجد نبوی میں اپنی تربیت گاہ میں بیٹھ کر چاشت کے وقت طلباء کی تربیت نہیں کرتے تھے بلکہ اگر کوئی رات میں بھی کوئی آپ رضی اللہ عنہ سے حصول علم و تربیت کے لئے آتا تو آپ اس کی بھی رہنمائی فرماتے۔ اس کے علاوہ اور بھی صحابہ کرام اور تابعین تھے جنہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے روایت حدیث کی تربیت حاصل کی۔

حاصل کلام

صدر اسلام میں تعلیمی اداروں جیسے مکتب اور مدرسہ نے مسلم کمیونٹی کی فکری، اخلاقی اور سماجی ساخت کو تشکیل دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ اسلامی

تعلیمات کی روشنی میں یہ ادارے نہ صرف دینی اور دنیاوی علم کے حصول کے مراکز تھے بلکہ ان کا مقصد فرد کی اخلاقی تربیت اور سماجی ذمہ داریوں کا شعور بھی تھا۔ان اداروں میں تعلیم کا نظام جامع تھا، جو علم کے ساتھ ساتھ اخلاقیات اور عدل وانصاف کی اہمیت کو اجاگر کرتا تھا۔ یہ ادارے سب کے لیے کھلے تھے، چاہے وہ مرد ہوں یا عورتیں، آزاد افراد ہوں یا غلام۔ان کا نصاب دینی تعلیمات کے ساتھ ساتھ سائنسی، فلسفیانہ اور دیگر دنیاوی علوم پر مشتمل تھا، جس نے فکری ترقی اور تحقیق کی بنیاد رکھی۔

یہ ادارے اخلاقی اقدار اور عدل وانصاف کی ترویج میں کامیاب ہوئے، اور ان کے اثرات نے مسلم معاشروں میں طویل المدتی فکری اور سماجی بہتری کی راہ ہموار کی۔ان تعلیمی اداروں نے اسلامی معاشرت کے اصولوں پر استوار ایک مضبوط معاشرتی ڈھانچہ قائم کیا اور انسان کی مکمل تربیت کے حوالے سے ایک متوازن نقطہ نظر فراہم کیا۔

سفارشات:

1. اسلامی تعلیم و تربیت کے نظام کو جدید دور میں اسی جذبے سے اپنایا جائے جیسا کہ مکاتب و مدارس میں قرآن وسنت کی بنیاد پر کیا جاتا تھا۔
2. تعلیمی ادارے صرف علمی مراکز ہی نہ ہوں بلکہ ان میں اخلاقی و روحانی تربیت کو بھی لازمی عنصر کے طور پر شامل کیا جائے۔
3. تعلیمی مواقع مرد و عورت، امیر و غریب اور مختلف طبقات کے لیے یکساں مہیا کیے جائیں تاکہ تعلیم سب کی دسترس میں ہو۔
4. درسی نصاب میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم جیسے ریاضی، فلسفہ، سائنسی و سوشیالوجیکل موضوعات کو بھی شامل کیا جائے۔
5. اساتذہ کی تقرری میں ان کے علمی مرتبے کے ساتھ ساتھ ان کے اخلاقی کردار کو بھی معیار بنایا جائے۔
6. طلبہ کی تعلیم کو صرف امتحانات کی حد تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ انہیں سماجی ذمہ داری، عدل، سچائی اور خدمت خلق جیسے اوصاف پر بھی تربیت دی جائے۔
7. طلبہ کو تنقیدی سوچ، تجزیہ اور مباحثہ کی تربیت دی جائے تاکہ وہ علم کو صرف رٹنا نہ لگائیں بلکہ اس کو سمجھیں اور اپلائی کر سکیں۔
8. تعلیم کو عبادت کا درجہ دیا جائے تاکہ طلبہ اس عمل کو روحانی تقرب کا ذریعہ سمجھیں۔
9. تعلیمی ادارے قومی و ملی ہم آہنگی کے مراکز بنیں، جہاں سے معاشرتی ربط، عدل اور بھائی چارے کا فروغ ہو۔
10. جدید اسلامی تعلیمی ادارے صدر اسلام کی مکاتب و مدارس کی طرح علمی تحریکوں کے مراکز بنیں، جو فرد کی اصلاح کے ساتھ ساتھ معاشرتی ترقی کا بھی ذریعہ ہوں۔
11. ایسے تعلیمی ماڈل کو فروغ دیا جائے جس میں طلبہ کا تزکیہ نفس، یعنی اخلاقی پاکیزگی اور کردار سازی، مرکزی مقصد ہو۔
12. تربیت گاہوں میں عملی تربیت (مثلاً وضو، نماز، سچائی، دیانتداری، حسن سلوک) کا عملی مظاہرہ اساتذہ کی طرف سے کیا جائے۔
13. اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں تعلیمی عمل کو فرد کی مجموعی شخصیت سازی کا ذریعہ سمجھا جائے نہ کہ صرف علم کے حصول کا۔
14. تعلیم و تربیت کے اس نظام کو فروغ دیا جائے جس کی بنیاد صدق، عدل، تقویٰ، اخلاص اور علم نافع پر ہو۔
15. مکاتب و مدارس کی طرح آج کے تعلیمی اداروں میں بھی معلمین اور طلبہ کے درمیان روحانی و اخلاقی ربط قائم رکھا جائے۔

حوالہ جات

1. ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرم، الافریقی، (۱۳۱۲ھ)، لسان العرب، صادر، بیروت، ۱۹۵۵ء، ص ۱۸۲
2. ایضاً، ص ۵۴۸
3. راغب اصفہانی، امام (۵۰۲ھ)، مفردات القرآن، المکتبہ المرتضویہ، ایران، ۱۹۹۱ء، ج ۲، ص ۱۵۷
4. ایضاً، ج ۱، ص ۳۹۷
5. بنی اسرائیل ۱۷: ۲۴
6. فضل ربی، ڈاکٹر، درس گاہ صفہ کا نظام تعلیم و تربیت، زاویہ پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۲۷
7. شبلی نعمانی، علامہ (۱۳۳۲ھ)، سیرت النبی ﷺ، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، ۱۳۳۶ھ، ج ۱، ص ۲۱۷
8. ایضاً، ص ۲۲۱
9. محمد حسین، ہیکل، ابو بکر الصدیق، دار التراث، بیروت، ۱۴۱۱ھ، ص ۶۳
10. ایضاً
11. ایضاً
12. ابن جوزی، جمال الدین ابو الفرج، (۵۹۷ھ)، صفۃ الصفوۃ، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۳۹۹ھ، ج ۱، ص ۱۹۱
13. ابو بکر احمد بن عمرو بن ابی عاصم، (۲۸۷ھ)، الاوائل، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۳۹۸ھ، ص ۲۲۲
14. السناوی، عبد العزیز، وزراء حول الرسول ﷺ، دار السلام، الریاض، ۲۰۰۴ء، ص ۱۱۸
15. علامہ شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ، ج ۱، ص ۲۴۰-۲۴۱
16. احمد بن محمد بن ولید بن عقبہ، (۲۱۹ھ)، اخبار مکہ، دار الاندلس، بیروت، س ن، ج ۲، ص ۲۱۰
17. ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد، البصری، علامہ (۲۳۰ھ)، طبقات الکبریٰ، دار صادر، بیروت، ۱۳۸۹ھ، ج ۱، ص ۲۲۵
18. احمد بن یحییٰ بن جابر، البلاذری، (۲۷۹ھ)، فتوح البلدان، تخلیقات، لاہور، ۲۰۱۰ء، ص ۴۵۹
19. ابن سعد، طبقات الکبریٰ، ج ۱، ص ۲۲۷
20. البلاذری، فتوح البلدان، ص ۱۵۱
21. ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ص ۲۴۴
22. البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل (۲۵۶ھ)، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ وسننہ وایامہ، کتاب مناقب الانصار، باب مقدم النبی ﷺ واصحابہ المدینۃ، فیصل انٹرنیشنل، دہلی، رقم الحدیث : ۳۹۳۲
23. ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ص ۲۴۴

24. ابو خلیل شوقی، فتوح البلدان، ص ۲۸
25. ایضاً، ص ۲۴
26. سید عبدالغفار، بخاری، ڈاکٹر، عہد بنوامیہ میں محدثین کی خدمات، ۲۰۱۰ء، لاہور، ص ۲۳۴
27. بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، ج ۱، باب ۶۳، ص ۱۰۱
28. اطہر مبارکپوری، مولانا خیر القرون کی درس گاہیں اوران کا نظام تعلیم و تربیت، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۲۰۰۰ء، ص ۱۰۹
29. رازی، ابو حاتم، ڈاکٹر، جرح و تعدیل، دارالقلم، انڈیا، ۲۰۱۵ء، ص ۸
30. اطہر مبارکپوری، مولانا، خیر القرون کی درس گاہیں اوران کا نظام تعلیم و تربیت، ص ۱۱۱
31. ابوعبداللہ محمد البصری، طبقات الکبری، ج ۲، ص ۳۶۰
32. شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، امام، الذھبی (۱۳۱۷ھ)، سیر اعلام النبلاء، دارالحدیث، القاہرہ، س ن، ج ۲، ص ۶۱۱
33. عبدالکریم بن محمد، ابوسعد، السمعانی (۵۶۲ھ)، ادب الاملاء والاستملاء، المکتبہ فقیہ، ۳۴۶ھ، ج ۲، ص ۵۱۲
34. ابوعبداللہ محمد البصری، طبقات الکبری، ج ۱، ص ۱۸۶
35. ابوعبداللہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ (۸۸۶ھ)، کتاب السنۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، داراحیاء الکتب العربیۃ، بیروت، رقم الحدیث : ۲۲۱
36. یوسف بن عبداللہ بن محمد، جامع البیان العلم، ج ۲، ص ۵۰
37. یوسف بن عبداللہ بن محمد، جامع البیان العلم، ص ۵۱
38. الحسن اعظمی صاحب، ابو، مولانا، علم قرات اور قراء سبعہ، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۹۵
39. سید محمد سلیم، پروفیسر، تاریخ خط و خطاطین، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۱ء، ص ۶۳
40. احمد بن علی بن حجر، عسقلانی، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ج ۱، ص ۲۲۳
41. ایضاً

References

1. Ibn Manẓūr, J. al-D. M. b. M. al-Afrīqī. (1955). *Lisān al-ʿArab* (1312 AH ed.). Ṣādir.
2. Ibid., p. 548.
3. Rāghib al-Iṣfahānī. (1991). *Mufradāt al-Qurʾān* (Vol. 2, p. 157). Al-Maktabah al-Murtaḍawiyyah.
4. Ibid., Vol. 1, p. 397.
5. Al-Qur'ān, Sūrat al-Isrāʾ [17:24].
6. Faḍl Rabbī, Dr. (2014). *Darsgāh Ṣuffah kā niẓām-i-taʿlīm o tarbiyat*. Zāwiyah Publishers.
7. Nuʿmānī, Sh. (1933). *Sīrat al-Nabī* (Vol. 1, p. 217). Maktabah Islāmiyyah.
8. Ibid., p. 221.
9. Haykal, M. Ḥ. (1990). *Abū Bakr al-Ṣiddīq*. Dār al-Turāth.
10. Ibid.
11. Ibid.
12. Ibn al-Jawzī, J. al-D. Abū al-Faraj. (1979). *Ṣifat al-ṣafwah* (Vol. 1, p. 191). Dār al-Maʿrifah.
13. Abū ʿĀṣim, A. b. ʿAmr b. Muḥammad. (1978). *Al-Awāʾil* (p. 222). Al-Maktab al-Islāmī.
14. Sanāwī, ʿA. (2004). *Wuzarāʾ ḥawla al-Rasūl ﷺ*. Dār al-Salām.
15. Nuʿmānī, Sh. (1933). *Sīrat al-Nabī* (Vol. 1, pp. 240–241). Maktabah Islāmiyyah.
16. Ibn ʿUqbah, A. b. M. b. W. (n.d.). *Akhbār Makkah* (Vol. 2, p. 210). Dār al-Andalus.
17. Ibn Saʿd, M. b. Manīʿ. (1969). *Al-Ṭabaqāt al-kubrā* (Vol. 1, p. 225). Dār Ṣādir.
18. Balādhurī, A. b. Yaḥyā b. J. (2010). *Futūḥ al-buldān* (p. 459). Takhliqāt.
19. Ibn Saʿd, M. b. Manīʿ. (1969). *Al-Ṭabaqāt al-kubrā* (Vol. 1, p. 227). Dār Ṣādir.
20. Balādhurī, A. b. Yaḥyā b. J. (2010). *Futūḥ al-buldān* (p. 151). Takhliqāt.
21. Ibn Hishām. (n.d.). *Al-Sīrah al-nabawiyyah* (p. 244).
22. Al-Bukhārī, M. b. Ismāʿīl. (n.d.). *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb Manāqib al-Anṣār, Ḥadīth No. 3932. Faṣīl International.
23. Ibn Hishām. (n.d.). *Al-Sīrah al-nabawiyyah* (p. 244).
24. Abū Khalīl, Sh. (n.d.). *Futūḥ al-buldān* (p. 28).
25. Ibid., p. 24.
26. Bukhārī, S. ʿA. (2010). *ʿAhd Banū Umayyah mein muḥaddithīn kī khidmāt* (p. 234). Lahore.
27. Al-Bukhārī, M. b. Ismāʿīl. (n.d.). *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Vol. 1, Bāb 63, p. 101).
28. Mubārakpūrī, A. (2000). *Khayr al-qurūn kī darsgāhēin aur un kā niẓām-i-taʿlīm o tarbiyat* (p. 109). Idārah Islāmiyyāt.
29. Abū Ḥātim al-Rāzī. (2015). *Jarḥ wa taʿdīl* (p. 8). Dār al-Qalam.
30. Mubārakpūrī, A. (2000). *Khayr al-qurūn kī darsgāhēin* (p. 111). Idārah Islāmiyyāt.
31. Ibn Saʿd, M. b. Manīʿ. (1969). *Al-Ṭabaqāt al-kubrā* (Vol. 2, p. 360). Dār Ṣādir.
32. Al-Dhahabī, S. al-D. M. b. A. b. ʿU. (n.d.). *Siyar aʿlām al-nubalāʾ* (Vol. 2, p. 611). Dār al-Ḥadīth.
33. Al-Samʿānī, A. b. M. Abū Saʿd. (n.d.). *Adab al-īmāʾ wa al-istimlāʾ* (Vol. 2, p. 512). Al-Maktabah Faqīh.
34. Ibn Saʿd, M. b. Manīʿ. (1969). *Al-Ṭabaqāt al-kubrā* (Vol. 1, p. 186). Dār Ṣādir.

35. Ibn Mājah, M. b. Yazīd. (n.d.). *Sunan Ibn Mājah*, Kitāb al-Sunnah, Bāb Faḍl al-ʿUlamāʾ, Ḥadīth No. 221. Dār Iḥyāʾ al-Kutub al-ʿArabiyyah.
36. Yūsuf b. ʿAbdallāh b. Muḥammad. (n.d.). *Jāmiʿ al-bayān fī al-ʿilm* (Vol. 2, p. 50).
37. Yūsuf b. ʿAbdallāh b. Muḥammad. (n.d.). *Jāmiʿ al-bayān fī al-ʿilm* (p. 51).
38. Aʿẓamī, Abū al-Ḥasan. (1989). *ʿIlm al-qirāʾāt aur qurrāʾ sabʿah* (p. 95). Idārah Islāmiyyāt.
39. Salīm, S. M. (2001). *Tārīkh-i khaṭṭ o khaṭṭāṭīn* (p. 63). Zawār Academy Publications.
40. Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, A. b. ʿAlī. (n.d.). *Al-Iṣābah fī tamyīz al-ṣaḥābah* (Vol. 1, p. 223).
41. Ibid.